نقطہ نظر

ذرائع ابلاغ میں تصویر کا جواز و عدم جواز

تحریر: ڈاکٹر محمد افتخار کھوکھر' اسسٹنٹ پروفیسر'
بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی' اسلام آباد

زیر نظر مقالہ میں فاضل مقالہ نگار نے تصویر کے جائز اور ناجائز ہونے کے اختلافی مسئلہ میں متقدمین و متاخرین علماء و فقہاء کی آراء پیش کرنے کے بعد تصویر سازی یا فوٹو گرافی کو ایک "علم و فن" اور عصر حاضر کی "لازمی ضرورت" قرار دیتے ہوئے اسے مطلقاً جائز اور ذرائع ابلاغ کا جزو لاینفک قرار دیا ہے۔

اگر کوئی اہل علم اس نقطہ نظر سے مثبت اختلاف کا اظہار کرنا چاہتے ہوں تو منہاج ان کی مدلل رائے کو بھی شائع کرنے میں خوشی محسوس کرے گا۔ مدیر مسؤل

تصویر کا لغوی مفہوم:

اردو زبان میں لفظ تصویر کے معنی۔ صورت بنانا' صورت گری' شبیہ' نقش اور فوٹو کے ہیں۔(۱) جبکہ عربی زبان کی لغت المنجد میں ہے:

"التصویر فن تمثیل الاشخاص والاشیاء بالالوان"(۲)

یعنی "اشخاص اور اشیاء کو رنگوں کے ذریعے پیش کرنے کا فن تصویر کہلاتا ہے)

لسان العرب میں تمثیل کے معنی اس طرح بیان کیے گئے ہیں۔ "تمثال نام ہے ہر اس مصنوعی چیز کا' جو اللہ کی بنائی ہوئی چیز کے مشابہ بنائی گئی ہو"(۳)

تفسیر کشاف میں ہے "تمثال اس تصویر کو کہتے ہیں' جو کسی دوسری چیز کی صورت کے مماثل بنائی گئی ہو' خواہ جاندار ہو یا بے جان"(۴)

قرآن مجید میں یہ لفظ مختلف انداز میں آٹھ مقامات پر استعمال ہوا ہے۔ مثلاً سورۃ آل عمران کی چھٹی آیت میں "یصورکم" سورۃ الاعراف' آیت نمبر ۱۱ میں "صورنکم" سورۃ تغابن کی آیت نمبر ۳ میں "وصورکم فاحسن صورکم" سورۃ انفطار کی آیت نمبر ۸ میں "صورۃ" اور سورۃ الحشر کی آیت نمبر ۲۴ میں "المصور" کا لفظ آیا ہے۔ ان سب کے معانی صورت اور صورت گری کے ہوتے ہیں"(۵)

سورۃ سبا میں یہ لفظ تماثیل کی صورت میں آیا ہے۔ "وہ اس کے لیے بناتے تھے، جو کچھ وہ چاہتا، اونچی عمارتیں، تصویریں، بڑے بڑے حوض جیسے لگن اور اپنی جگہ سے نہ ہٹنے والی بھاری دیگیں۔ اے آلِ داؤد! عمل کرو شکر کے طریقے پر، میرے بندوں میں کم ہی شکر گزار ہیں۔" (۶)

سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ نے اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے۔ "اس آیت میں تصویر کے حوالے سے لفظ "تماثیل" استعمال ہوا ہے۔ جو تمثال کی جمع ہے۔ تمثال عربی زبان میں ہر اس چیز کو کہتے ہیں، جو کسی قدرتی شئے کے مشابہ بنائی جائے۔ قطع نظر اس سے کہ وہ انسان ہو یا حیوان، کوئی درخت ہو، پھول یا دریا، یا کوئی دوسری بے جان چیز۔ اس بناء پر قرآن مجید کے اس بیان سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے جو تماثیل بنائی جاتی تھیں، وہ ضرور انسانوں اور حیوانوں کی تصاویر یا ان کے مجسمے ہی ہوں گے۔ ہو سکتا ہے وہ پھول پتیاں، قدرتی مناظر اور مختلف قسم کے نقش و نگار ہوں جن سے حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی عمارتوں کو آراستہ کرایا ہو۔

غلط فہمی کا منشا بعض مفسرین کے یہ بیانات ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے انبیاء اور ملائکہ کی تصویریں بنوائی تھیں۔ یہ باتیں ان حضرات نے بنی اسرائیل کی روایت سے اخذ کر لیں، اور پھر ان کی توجیہ یہ کی کہ پچھلی شریعتوں میں اس قسم کی تصویریں بنانا ممنوع نہ تھا۔ لیکن ان روایات کو بلا تحقیق نقل کرتے ہوئے ان بزرگوں کو یہ خیال نہ رہا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام شریعت موسوی کے پیروکار تھے، اس میں بھی انسانی اور حیوانی تصاویر اور مجسمے اسی طرح حرام تھے، جس طرح شریعت محمدی میں حرام ہیں۔ اور وہ یہ بھی بھول گئے کہ بنی اسرائیل کے ایک گروہ کو حضرت سلیمان علیہ السلام سے جو عداوت تھی، اس کی بنا پر انہوں نے آپ پر شرک، بت پرستی اور جادوگری و زنا جیسے بدترین الزامات عائد کیے۔ اس لئے ان روایات پر اعتماد کر کے اس جلیل القدر پیغمبر کے بارے میں کوئی ایسی بات ہرگز قبول نہیں کرنی چاہیے، جو خدا کی بھیجی ہوئی شریعت کے خلاف پڑتی ہو۔ تورات کو دیکھئے تو بصراحت یہ حکم ملتا ہے کہ انسانی اور حیوانی تصویریں اور مجسمے قطعاً حرام ہیں۔" (۷)

مولانا امین احسن اصلاحیؒ نے سورۃ سبا کی آیت نمبر ۱۳ کے حوالے سے لکھا ہے۔ "تماثیل، تمثیل کی جمع ہے۔ کسی چیز کی مصور یا کندہ کی ہوئی صورت، شبیہ یا اس کے پیکر یا مجسمہ کو کہتے ہیں۔ یہ صورت بے جان بھی ہو سکتی ہے مثلاً پہاڑ، دریا، درخت، جھاڑی، پھول وغیرہ اور حقیقی یا فرضی جاندار چیزوں کی بھی ہو سکتی ہے، مثلاً انسان، فرشتے، جنات اور حیوانات وغیرہ۔ تورات کی کتاب سلاطین

سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان دونوں ہی قسموں کی تماثیل بنوائیں۔ مثلاً ان کے محل کے ذکر کا سلسلہ ہے۔" اور ان حاشیوں کے درمیان، شیر، بیل اور فرشتوں کی تصویریں بنی ہوئی تھیں۔" (سلاطین ۱:۱، ب:۲۹)

جہاں تک بے جان چیزوں کی صورتوں اور مورتوں کا تعلق ہے، ان کے جواز میں تو کوئی اختلاف رائے نہیں ہے لیکن جاندار چیزوں، بالخصوص فرشتوں کی صورتوں کا معاملہ سمجھ میں نہیں آتا۔ اگر اس کا جواب یہ دیا جائے، جیسا کہ عام طور پر ہمارے مفسرین نے دیا ہے کہ بنی اسرائیل کی شریعت میں یہ حرام نہیں تھیں تو یہ جواب تورات سے ناواقفیت کی بنا پر ہے۔ تورات میں ان چیزوں کی حرمت نہایت واضح الفاظ میں وارد ہوئی ہے۔

"خداوند! تیرا خدا جو تجھے زمین مصر سے غلام کے گھر سے نکال کر لایا، میں ہوں۔ میرے حضور تیرے لیے دوسرا خدا نہ ہووے۔ تو اپنے لیے کوئی مورت یا کسی چیز کی صورت، جو اوپر آسمان پر یا نیچے زمین ہو، یا پانی کے نیچے سے، مت بنا۔ تو ان کے سامنے مت جھک نہ ان کی عبادت کر۔ کیونکہ تیرا خدا غیور خدا ہے۔" (خروج۔۲۰:۲۔۵)

دیکھ لیجئے! اس میں نہایت واضح الفاظ میں صورت یا مورت بنانے کی ممانعت ہے۔ اس وجہ سے یہ خیال صحیح نہیں ہے کہ پچھلی شریعتوں میں یہ چیزیں جائز تھیں، صرف اسلام میں یہ حرام قرار دی گئی ہیں۔ یہ چیزیں پہلے بھی ناجائز تھیں اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے متعلق یہ گمان نہیں کیا جاسکتا کہ انہوں نے تورات کی خلاف ورزی کی۔ اس وجہ سے ہمارا خیال ہے کہ انہوں نے اسی قسم کی تماثیل بنوائی ہوں گی، جن کا تعلق مجرد آرٹ سے ہے اور مذہبی تقدس کا جن کے اندر کوئی شائبہ نہیں تھا۔ لیکن جب یہود میں تصویر پرستی کا رواج ہوا ہوگا تو اس قسم کی چیزیں انکے بادشاہوں نے بنوائی ہوں گی، اور ان کو سند جواز دینے کے لیے حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف منسوب کر دیا ہوگا۔ آخر تمام علوم سفلیہ بھی تو حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف یہود نے منسوب کیے۔ جن کی تردید سورہ بقرہ میں گزر چکی ہے۔ اسی طرح کی خرافات، ان کی طرف سے کتاب سلاطین میں منسوب کر دی گئی ہیں۔ یہ امر واضح رہے کہ یہود نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو ایک پیغمبر کی حیثیت سے نہیں، بلکہ دنیادار بادشاہ کی حیثیت سے پیش کیا ہے، اور ان کی سیرت ہر پہلو سے، انہوں نے داغدار کرنے کی کوشش کی ہے۔ (۸)

قرآن مجید کے بعد تصویر کے جواز اور عدم جواز کے حوالے سے احادیث نبوی کا جائزہ لینا بھی بہت ضروری ہے۔ تصویر کے حوالے سے کتب احادیث میں بے شمار احادیث ملتی ہیں، ان میں سے چند ایک یہاں درج کی جارہی ہیں:

۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ۔ "قیامت کے روز سخت عذاب پانے والے وہ لوگ ہوں گے، جو تصویریں بنانے والے تھے۔" (۹)

۲۔ حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباسؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ایک سوال کے جواب میں فرمایا: میں نے حضور اکرمؐ سے سنا کہ جس شخص نے تصویر بنائی اس کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ اس میں روح پھونکے، وہ ایسا نہیں کر سکے گا تو اسے شدید عذاب ہو گا۔" (۱۰)

۳۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ "بے شک جو لوگ تصویریں بناتے ہیں۔ قیامت کے روز عذاب دیا جائے گا، اور ان کو کہا جائے گا کہ جو تصویریں تم نے بنائی تھیں، ان میں جان ڈال کر زندہ کرو۔" (۱۱)

۴۔ حضرت مسلمؓ سے روایت ہے کہ ہم مسروق کے ہمراہ یسار بن نمیر کے گھر میں تھے، تو مسروق نے ان کے گھر میں مجسمے دیکھے تو فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ سب سے زیادہ عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔ (۱۲)

۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ۔ "رسول اللہ، صلی اللہ علیہ وسلم، اپنے گھر میں کوئی ایسی چیز جس میں تصویر ہوتی، اسے توڑے بغیر نہ چھوڑتے تھے۔" (۱۳)

۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ۔ ایک مرتبہ رسول اللہؐ میرے ہاں تشریف لائے۔ میں نے دروازے پر ایک پردہ لٹکا رکھا تھا، جس میں تصویریں تھیں۔ آپؐ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا، اور پردے کو پھاڑ ڈالا۔ اس کے بعد فرمایا: "قیامت کے روز سخت ترین عذاب جن لوگوں کو دیا جائے گا۔ ان میں وہ لوگ بھی شامل ہوں گے، جو اللہ کی تخلیق کی مانند تخلیق کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔" (۱۴)

۷۔ حضرت جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے تصویر بنانے اور اسے گھر میں رکھنے سے

منع فرمایا ہے۔ (۱۵)

۸۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا: ”رحمت کے فرشتے کسی ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے، جس میں کتا ہو، اور نہ ایسے گھر میں جس میں تصویر ہو۔“ (۱۶)

۹۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کا وعدہ فرمایا، مگر بہت دیر لگادی، اور وہ نہ آئے۔ حضورؐ کو اس سے پریشانی ہوئی اور آپؐ گھر سے نکلے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام مل گئے۔ آپؐ نے شکایت کی تو انہوں نے کہا ۔ہم کسی ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے، جس میں کتا ہو، یا تصویر ہو۔“ (۱۷)

۱۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ۔ ایک دفعہ رسول اللہؐ سفر سے واپس تشریف لائے، میں نے دروازے پر ایک پردہ لٹکا رکھا تھا جس میں پر دار گھوڑوں کی تصویریں تھیں۔ آپؐ نے حکم دیا کہ اسے اتار دو، اور میں نے اسے اتار دیا۔“ (۱۸)

۱۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ، میں نے ایک گدا خریدا، جس میں تصویریں تھیں۔ یہ دیکھ کر آپؐ دروازے پر کھڑے ہوگئے، اور اندر تشریف نہ لائے اور پوچھا یہ گدا کیسا ہے ؟ میں نے عرض کیا: آپ کے بیٹھنے اور آرام کرنے کے لیے ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ”تصویریں بنانے والوں کو قیامت میں سخت عذاب ہوگا۔“ (۱۹)

۱۲۔ ابو زرعہؒ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابو ہریرہؓ کے ساتھ ایک مکان میں داخل ہوا تو دیکھا کہ مکان کے اوپر ایک مصور تصویریں بنا رہا ہے۔ اس پر حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہؐ کو یہ فرماتے سنا کہ۔ ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہوگا، جو میری تخلیق کے مانند تخلیق کرنے کی کوشش کرے۔“ (۲۰)

۱۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ۔ حضرت ام حبیبہؓ اور حضرت ام سلمہؓ نے حبشہ میں ایک گرجا دیکھا، جس میں تصویریں تھیں۔ اس کا ذکر انہوں نے حضور اکرمؐ سے کیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ ”ان لوگوں کا حال یہ تھا کہ جب ان میں کوئی نیک شخص ہوتا تو اس کے مرنے کے بعد اس کی قبر پر ایک عبادت گاہ بناتے اور اس میں تصویریں بنالیا کرتے تھے۔ یہ لوگ قیامت کے روز اللہ کے

نزدیک بدترین قرار پائیں گے۔ (۲۱)

۱۴۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ایک جنازہ میں شریک تھے۔ آپؐ نے فرمایا: تم میں سے کون ہے جو جا کر مدینہ میں کوئی بت نہ چھوڑے، کوئی قبر نہ چھوڑے، جسے زمین کے برابر نہ کر دے اور کوئی تصویر نہ چھوڑے، جسے مٹا نہ دے۔ حضرت علیؓ نے حکم کی تعمیل کی اور کوئی بت اور تصویر باقی نہ رہنے دی اور تمام قبروں کو زمین کے برابر کر دیا۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا: اب اگر کسی شخص نے ان چیزوں میں سے کوئی چیز بنائی تو اس نے اس تعلیم سے کفر کیا جو محمدؐ پر نازل ہوئی ہے۔" (۲۲)

۱۵۔ سعید بن ابی الحسن بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس کے پاس بیٹھا تھا کہ آپ کے پاس ایک شخص آیا، اور اس نے کہا: اے ابو العباس! میں ایک ایسا شخص ہوں کہ میرا روزگار میرے ہاتھ کی کارگیری میں ہے، اور میں اس قسم کی تصویریں بناتا ہوں۔ حضرت ابن عباس نے کہا: میں تم سے صرف وہی حدیث بیان کروں گا، جو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: "جو شخص کوئی تصویر بنائے گا، اسے اللہ تعالیٰ سزا دے گا کہ وہ اس میں جان ڈال کر زندہ کرے۔ ظاہر ہے کہ وہ اس میں جان ڈالنے پر قادر نہیں ہوگا،، یہ سن کر اس شخص کا چہرہ خوف سے پیلا ہو گیا۔ یہ دیکھ کر ابن عباس نے کہا: "تو زندہ چیزوں کو چھوڑ کر درخت اور ایسی دوسری چیزوں کی تصویریں بنا، جن میں جان نہیں ہے۔" (۲۳)

تصویر کے متعلق فقہاء اسلام کے اقوال

فقہ شافعی

امام نوویؒ نے صحیح مسلم کی شرح میں ایک باب قائم کیا ہے۔ جس میں تصویر کا تذکرہ کیا گیا ہے: 'جاندار کی تصویر بنانا حرام ہے اور اس چیز کا استعمال بھی حرام ہے، جس میں تصویر بنی ہوئی ہو۔ سوائے اس کے کہ فرش پر روندی جا رہی ہو، یا اس طرح کی، کسی اور وجہ سے ذلیل و حقیر ہو گئی ہو۔" تصویر کے حوالے سے امام مسلم نے ۴۳ احادیث نقل کی ہیں، جن کے وضاحت طلب نکات کی تشریح امام نووی نے کی ہے۔ تصویر کے حوالے سے ان احادیث کے چند اہم نکات درج کیے جا رہے ہیں:

= جاندار کی تصویر بنانا حرام ہے۔ خواہ مجسم ہو یا غیر مجسم۔ البتہ غیر جاندار کی تصویر بنانا حلال ہے۔

= کپڑے پر تصویر بنانا بھی حرام ہے۔ البتہ ایسے کپڑے کا بچھونا، گدے یا تکیے کے طور پر استعمال

کرنا حلال ہے۔

= تصویر کی وجہ سے فرشتے گھر میں داخل نہیں ہوتے، جبکہ روندی جانے والی تصویر کی وجہ سے فرشتے نہیں رکتے۔ (۲۴)

فقہ حنفی

علامہ بدر الدین عینی نے لکھا ہے۔ ”ہمارے اصحاب اور دوسرے اہل علم نے کہا ہے کہ جاندار کی تصویر حرام ہے اور اس کی حرمت بڑی شدید ہے، اور یہ کبائر میں شامل ہے۔ خواہ تذلیل و تحقیر کے ساتھ رکھنے کے لئے بنائی گئی ہو یا تعظیم کے ساتھ رکھنے کے لیے بنائی گئی ہو، ہر حال میں حرام ہے۔ اس لیے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی تخلیق کے ساتھ مشابہت ہے، خواہ کپڑے میں ہو، بچھونے پر ہو، اشرفی پر ہو یا روپے پر ہو، یا دھات کے سکے پر ہو، برتن پر ہو، دیوار پر ہو، یا کسی دوسری چیز پر ہو، اور عام ہے کہ اس کا سایہ ہو یا سایہ نہ ہو۔“ (۲۵)

فقہ حنبلی

ابن قدامہ حنبلی فرماتے ہیں کہ۔ ”تصویر بنانا، ان کے بنانے والے پر حرام ہے اور بنانے کا حکم دینا بھی اسی طرح حرام ہے، جیسا کہ بنانا حرام ہے۔“ فقہ حنبلی کے ایک دوسرے مستند فقیہ علامہ مرداوی لکھتے ہیں: ”جاندار کی تصویر بنانا حرام ہے۔ مگر درخت یا اس طرح کی دوسری غیر جاندار کی تصویر بنانا حرام نہیں ہے۔“ (۲۶)

فقہ مالکی

فقہ مالکی کے معروف فقیہ قاضی ابن العربی نے لکھا۔ ”احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ ہر قسم کی تصویریں بنانا ممنوع ہیں۔ ابتداء میں کپڑے پر بنی ہوئی تصویر جائز تھی۔ لیکن بعد میں منع کی حدیث نے اسے منسوخ کر دیا۔ پس تصویر کے بارے میں منع کا حکم برقرار ہے۔ (۲۷)

فقہ جعفریہ

فقہ جعفریہ کے آیت اللہ العظمیٰ السید ابو القاسم الموسوی الخوئی نے ”مصباح الفقاهته“ میں لکھا ہے۔ تصویر سازی اور فوٹوگرافی میں بنیادی فرق یہ ہے کہ تصویر کو ہاتھ سے بنا کر وجود میں لایا

جاتا ہے۔ اس لحاظ سے تصویر کی وہ تمام اقسام حرمت کے زمرے میں شامل ہو جاتی ہیں، جو ہاتھ سے بنائی گئی ہوں، پتھر سے تراشی گئی ہوں یا کسی دھات سے ڈھالی گئی ہوں۔

اس کے مقابلے میں کیمرے کے ذریعے عکس لینا، جو ہمارے زمانے میں رائج ہے، حرام کے ضمن میں نہیں آتا کیونکہ یہ تصویر کو وجود میں لانا نہیں، بلکہ یہ صرف عکس یا سائے کو محفوظ کرنا ہے۔ (۲۷)

دور حاضر کے علماء و فقہاء کی آراء

مولانا اشرف علی تھانویؒ کی تصویر کے متعلق رائے یہ ہے کہ:

"شریعت اسلامیہ میں جاندار کی تصویر بنانا مطلقاً معصیت ہے۔ خواہ کسی کی تصویر ہو، مجسمہ ہو یا غیر مجسمہ۔ کسی مسلمان کی تصویر بنانا اور زیادہ معصیت ہے کہ اس میں ایسے شخص کو آلہ معصیت بنانا ہے، جو اس کو اعتقاداً قبیح جانتا ہے، اور اسی اصول پر حق تعالیٰ کی قسم معصیت پر کھانے پر خاص تشنیع فرمائی گئی ہے۔ تفسیر جلالین میں ہے کہ اگرچہ اس تصویر کی طرف کوئی امرِ مکروہ بھی منسوب نہ کیا گیا ہو، محض تفریح ہی کے لیے ہو۔ احیاء العلوم میں درج ہے "اسی طرح اُس منسوب الیہ کی تصویر کو خاص ہیت بنانا بھی ایسا ہی ہے، جیسے وہ خود اس شخص کی طرف، اس وصف کو منسوب کرتا ہے۔" (۲۹)

مولانا ابوالکلام آزاد کی تصویر کے بارے میں رائے اور اس میں تبدیلی:

"مولانا ابوالکلام آزاد، جنہوں نے مدت دراز تک اپنا مشہور اخبار "الہلال" باتصویر شائع کیا۔ جب وہ رانچی جیل میں قید تھے۔ آپ کے متعلقین میں سے بعض حضرات نے آپ کی سوانح اور حالات کو بنام "تذکرہ" جمع کر کے اشاعت کا ارادہ کیا تو جدید مصنفین کی رسم کے مطابق انہوں نے رانچی جیل میں آپ کو خط بھیجا کہ اپنا فوٹو عنایت فرمائیں، جس کو اس کتاب کے شروع میں لگایا جا سکے۔ اس پر مولانا ابوالکلام آزاد نے جو جواب تحریر کیا، وہ ان کے تذکرہ میں موجود ہے۔ انہوں نے لکھا:

"تصویر کا کھنچوانا، رکھنا اور شائع کرنا سب ناجائز ہے۔ یہ میری سخت غلطی تھی کہ تصویر کھنچوائی اور الہلال کو باتصویر نکالا تھا۔ اب میں اس غلطی سے تائب ہو چکا ہوں۔ میری پچھلی لغزشوں کو چھپانا چاہئے، نہ کہ از سر نو ان کی تشہیر کرنا چاہیئے۔" (۳۰)

مولانا ابوالکلام آزاد کی کتاب ''تذکرہ'' کا مقدمہ، فضل الدین احمد نے تحریر کیا تھا۔ وہ لکھتے ہیں کہ۔ ''الہلال'' میں دنیا جہاں کی تصویریں چھپتی رہیں۔ مگر لوگوں کے سخت اصرار پر بھی انہوں نے کبھی اپنا فوٹو شائع نہیں کیا۔ سید فضل الرحمٰن نے اپنے اخبار ''جمہور'' کلکتہ میں ان کا فوٹو شائع کرنے کا اعلان کیا تھا۔ اس پر وہ سخت برہم ہوئے اور بڑا ہی سخت خط ان کو لکھا۔ میں یہی سمجھتا رہا کہ یہ مخالفت یا تو انکسار طبع کی بنا پر ہے یا ان کی طبیعت کے اس عام خاصے کا نتیجہ ہے کہ جو بات عام طور پر کر رہے ہیں اس سے خود پرہیز کرتے ہیں۔ لیکن اس کا تو کبھی خیال ہی نہیں ہوا تھا کہ مولانا تصویر کھنچوانے اور رکھنے کو شرعاً ناجائز سمجھتے ہوں گے۔ خود الہلال انہوں نے باتصویر نکالا، اور ایک سے زیادہ مرتبہ اپنی تصویر بھی کھنچوائی لیکن جب میں نے تصویر کی نسبت کہا تو انہوں نے لکھا۔ ''تصویر کھنچوانا، رکھنا اور شائع کرنا سب ناجائز ہے''۔ لیکن مولانا ابوالکلام آزاد کے اس جواب سے میری تشفی نہ ہوئی۔ میں علم شریعت کا ماہر نہیں، اور علی الخصوص مولانا کے فتوے کے مقابلے میں تو مجھے دم مارنے کا وہم بھی نہیں گزر سکتا۔ لیکن یہ بات میری سمجھ میں کسی طرح نہیں آتی کہ آج تک مولانا ابوالکلام آزاد کو شریعت کے اس حکم کی خبر نہ تھی جس کو آپ اعلانیہ کرتے رہے ہیں، وہ اب یکایک ناجائز نکل آیا ہے۔ خود الہلال میں مولانا نے شیخ الاسلام قسطنطنیہ، شیخ محمد عبدہ مصری، مولانا شبلی نعمانی اور کتنے علماء و مشائخ کی تصویریں شائع کی ہیں۔ تعجب ہے کہ شریعت کا حکم ایسے ایسے مشاہیر علماء کو معلوم نہ تھا۔''(۳۱)

مولانا سلیمان ندویؒ تصویر کے حامی تھے، بعد میں انہوں نے اپنی اس رائے سے رجوع کرتے ہوئے ماہنامہ معارف اعظم گڑھ کے شمارہ، جنوری ۱۹۴۳ء میں ''رجوع واعتراف'' کے نام سے مضمون لکھا:

''مسئلہ تصویر کے متعلق، میں نے ۱۹۱۹ء میں ایک مضمون لکھا تھا، جس میں ذی روح کے لیے فوٹو لینے یعنی عکسی تصویر کشی خصوصاً نصف حصہ جسم کے فوٹو کا جواز ظاہر کیا تھا۔ اس سلسلہ میں بعد کو، ہندوستان اور مصر کے بعض علماء نے بھی مضامین لکھے۔ جن میں بعض میرے موافق ہیں اور بعض میرے مخالف۔ لیکن بہر حال اس بحث کے سارے پہلو سامنے آگئے ہیں۔ اس لیے سب کو سامنے رکھ کر اب اس سے اتفاق ہے کہ صحیح یہی ہے کہ امر اول، دستی تصویر کی طرح ناجائز ہے، اور امر ثانی کا کھینچنا ناجائز اور کھنچوانا بہ اضطرار جائز اور دھڑ کے بغیر سر اور چہرہ کے دونوں جائز ہیں۔''(۳۲)

مولانا مفتی محمد شفیعؒ نے تصویر کے شرعی احکام کے سلسلہ میں اپنے موقف کی وضاحت کے لیے باقاعدہ کتاب تحریر کی ہے۔ انہوں نے صحابہ و تابعین اور ائمہ فقہا کی جانب سے احادیث نبوی کی روشنی میں تصویر کے جواز اور عدم جواز کے حوالے سے جو نتائج اخذ کیے، اس کی تخلیص پیش کرتے ہوئے لکھا۔ "تصویر کشی اور تصویر سازی، کسی جاندار کی، کسی حال میں جائز نہیں ہے۔ صرف غیر ذی روح، بے جان چیزوں کی تصاویر بنا سکتے ہیں، اور ان تصاویر کے استعمال میں بھی درج ذیل قسم کی تصاویر کی اجازت ہے:

۱۔ سر کٹی ہوئی تصویر، جو درخت کے مشابہ ہو جائے۔

۲۔ پامال تصویر جو، جوتے کے تلے یا فرش وغیرہ میں ہو۔

۳۔ بہت چھوٹی تصویریں، جیسے انگوٹھی اور بٹن کی تصویریں، وہ بھی عام نقش و نگار کے حکم میں ہیں۔

مفتی محمد شفیعؒ کے مطابق آج کے جدید مصنفین نے احادیث رخصت کو عام تصاویر کی حلت کا حیلہ بنالیا ہے، اور ایک نیا حیلہ تو ایسا ایجاد کیا گیا ہے، جس کی وجہ سے تصاویر کی یہ ساری بحث ختم ہو جاتی ہے۔ وہ یہ کہ، آج کل جس طرح تمام مصنوعات جو پہلے زمانے میں ہاتھ سے بنائی جاتی تھیں، اب مشینوں اور آلات کے ذریعے بنتی ہیں، اسی طرح فوٹوگرافی کے فن کو اس مشینی دور نے ترقی دے کر فوٹوگرافی اور عکاسی کی صورت دے دی ہے۔ بعض علماء مصر اور بعض علماء ہند نے بھی اس کے متعلق یہ فرمادیا کہ فوٹو کے ذریعے جو تصویر لی جاتی ہے، وہ تصویر کے حکم میں داخل ہی نہیں۔ وہ تو ایک ظل اور سایہ ہے، جیسے آئینہ اور پانی میں انسان کی شکل دیکھی جائے۔ اس کے حرام و ناجائز ہونے کے کوئی معنی ہی نہیں۔ یہ فتنہ ایسا عام ہوا کہ بہت سے علماء و صلحا بھی قائل ہوگئے ہیں، جو شرعی طور پر کسی صورت میں بھی مناسب نہیں ہے۔" (۴۳)

تصویر کے متعلق سید ابوالاعلی مودودیؒ کی رائے یہ ہے کہ۔ "بعض لوگ فوٹو اور ہاتھ سے بنی ہوئی تصویر میں فرق کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ شریعت بجائے خود تصویر کو حرام کرتی ہے، نہ کہ تصویر سازی کے کسی خاص طریقے کو۔ فوٹو اور دستی تصویر میں تصویر ہونے کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہے۔ ان کے درمیان جو کچھ بھی فرق ہے، وہ طریق تصویر سازی کے لحاظ سے ہے، اور اس لحاظ سے شریعت نے احکام میں کوئی فرق نہیں کیا ہے۔ یہ بات بہت واضح ہے کہ اسلام میں تصاویر کی حرمت کوئی مختلف فیہ یا مشکوک مسئلہ نہیں ہے، بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح ارشادات،

صحابہ کرامؓ کے عمل اور فقہائے اسلام کے متفقہ فتاویٰ کی رو سے ایک مسلمہ قانون ہے، جسے آج بیرونی تقاضوں سے متاثر لوگوں کی موشگافیاں بدل نہیں سکتیں۔ (۳۴)

سعودی عرب کے ممتاز عالم دین شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز سے سوال پوچھا گیا کہ گھروں یا دوسری جگہوں میں تصویریں آویزاں کرنے کا کیا حکم ہے؟ اس کے جواب میں شیخ بن باز نے کہا کہ ۔۔ اگر یہ تصویریں کسی انسان یا کسی جاندار کی ہوں تو انہیں لٹکانا حرام ہے۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا: "جو بھی تصویر دیکھو اسے مٹادو، اور جو قبر اونچی دیکھو، اسے برابر کردو۔" ارشاد نبویؐ ہے: "جس گھر میں تصویر یا کتا ہو، اس گھر میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔" یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ (۳۵)

مولانا مجیب اللہ ندوی نے تصویر کے متعلق لکھا ہے۔ "ہر طرح کے جاندار کی تصویر بنانا، اور اس کا بیچنا حرام ہے۔ حتیٰ کہ بچوں کے کھلونے، جو تصویر کی شکل کے ہوتے ہیں، حرام ہیں۔ اگر ان چیزوں کو کوئی توڑ دے یا خراب کردے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اپنے مال کو بیچنے کے لیے عورتوں کی تصویر بنا کر جو رغبت دلائی جاتی ہے، یہ بھی حرام ہے۔ (۳۶)

جامعہ تفہیم القرآن مردان کے شیخ القرآن مولانا گوہر رحمٰن کی تصویر کے متعلق یہ رائے ہے کہ۔ "جان دار کی تصویر کی حرمت، مذمت اور موجب عذاب شدید ہونا رسول اللہ کی قولی اور عملی سنت سے ثابت ہے، اور یہ سنت قوی ترین اور صحیح ترین اسانید کے ساتھ احادیث کی کتب میں موجود ہے۔ جن کا حاصل یہ ہے کہ کسی حیوان یا انسان کی صورت، شکل، عکس اور شبیہ کو مستقل طور پر محفوظ کرنا جائز نہیں۔ خواہ سنگ تراشی کے ذریعے محفوظ کیا جائے، آرٹسٹ کے برش کے ذریعے محفوظ کرلیا جائے، یا فوٹوگرافی کے ذریعے نقل مطابق اصل کو محفوظ کرلیا جائے۔ ہاتھ سے، بت سازی، تصویر سازی اور کیمرے کے ذریعے عکس و شبیہ کو مقید کرنے کے درمیان اس کے علاوہ اور کوئی فرق نہیں ہے کہ فوٹوگرافی، فن تصویر سازی کی ایک ترقی یافتہ صورت ہے۔ جس نے اس گناہ کو آسان بھی بنادیا ہے اور عام بھی کردیا ہے۔" (۳۷)

مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدیر "بینات" کراچی سے یہ سوال پوچھا گیا۔ "سوال یہ ہے کہ تصویر بنانا یا بنوانا، اس سلسلہ میں تین الفاظ ذہن میں آتے ہیں۔ تصور، مصور اور تصویر۔ سب سے

پہلے انسان کے ذہن میں ایک خاکہ آتا ہے۔وہ چاہے کسی کے بارے میں ہو، یہ خاکہ مصور کے ذہن میں آتا ہے جس کو وہ قلم کے ذریعے یا برش سے کاغذ یا کینوس پر، اور اگر وہ بت تراش ہو تو ہتھوڑے اور چھینی سے پتھر یا دیوار پر منقش کرتا ہے۔ مصور یا بت تراش کے عمل کے نتیجے میں تصویر بنتی ہے جس کو رسول اکرمؐ نے حرام قرار دیا ہے۔ جبکہ فوٹو کھنچوانا ایک دوسرا عمل ہے۔اس کو تصویر بنوانا کہنا ہی غلط ہے۔یہ عکس بندی ہے۔ یعنی کیمرہ کے لینز پر عکس پڑتا ہے، اور اس کو ریل پر محفوظ کر لیا جاتا ہے۔ کیمرے کے اندر کوئی چغد بیٹھا ہوا نہیں ہے، جو قلم یا برش سے تصویر بنائے۔ یہ عکس بالکل اسی طرح شیشے پر پڑتا ہے، جیسا آئینہ دیکھتے ہیں۔ کیا رسول اللہ نے آئینہ دیکھنے کو بھی حرام قرار دیا ہے؟ آئینہ دیکھنے میں نہ تو تصور کام کرتا ہے اور نہ مصور۔ یہ تو عکس ہے جو خود بخود آئینے پر پڑتا ہے۔ آپ اخبار دیکھیں تو اس میں بھی خبروں کے ساتھ تصویریں ہوتی ہیں۔ علماء کرام کی تصویریں بھی اخبارات میں آتی ہیں، تو کیا یہ حضرات بھی گناہ کبیرہ انجام دے رہے ہیں؟" اس سوال کے جواب میں مولانا محمد یوسف لدھیانوی نے لکھا کہ۔"کیمرے کے اندر جو چغد بیٹھا ہوا ہے، وہ مشین ہے جو انسان کی تصویر کو محفوظ کر لیتی ہے۔ جو کام مصور کا قلم یا برش کرتا ہے، وہی کام یہ مشین نہایت سہولت اور سرعت کے ساتھ کر دیتی ہے، اور اس مشین کو بھی انسان ہی استعمال کرتا ہے۔ یہ منطق کم از کم میری سمجھ میں تو نہیں آتی کہ جو کام آدمی ہاتھ یا برش سے کرے تو وہ حرام ہو اور وہی کام اگر مشین سے کرنے لگے تو وہ حلال ہو جائے۔ عرف عام میں فوٹو کو تصویر ہی کہا جاتا ہے اور یہ تصویر ہی کا ترجمہ "فوٹو" ہے۔ الغرض آپ نے ہاتھ کی بنائی ہوئی اور مشین کے ذریعے اتاری ہوئی تصویر کے درمیان جو فرق کیا ہے، یہ صرف ذریعہ اور واسطہ کا فرق ہے۔ مآل اور نتیجہ کے اعتبار سے دونوں ایک ہیں اور حدیث نبوی میں مصوروں کو قیامت کے روز سخت عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔اس حدیث کے مطابق اگر ہاتھ سے تصویر بنانے والے شامل ہیں تو مشین کے ذریعے بنانے والے بھی اس سے باہر نہیں ہیں۔ (۳۸)

علماء و فقہا کی جواز اور عدم جواز کے حوالے سے آراء

دور حاضر کے علماء و فقہاء نے جہاں انتہائی شدت کے ساتھ ہر قسم کی جاندار تصویر کو حرام قرار دیا ہے، وہیں وقت کے تقاضوں کے پیش نظر رخصت کا جواز بھی نکالا ہے۔ آیئے تصویر کے عدم جواز اور جواز کا جائزہ لیتے ہیں۔

مولانا مفتی کفایت اللہ نے ایک سوال کے جواب میں لکھا۔ "تصویر بنانے اور بنوانے کی جو ممانعت ہے وہ ہاتھ سے تصویر بنانے اور بنوانے یا فوٹو کے ذریعے سے تصویر اتارنے اور اتروانے میں شامل ہے۔ جاندار کی تصویر، خواہ کسی طریقہ سے بنائی جائے، تصویر کا حکم رکھتی ہے، اس کو گھر میں رکھنا ممنوع ہے۔ تصویر سے مراد چہرہ یعنی سر کی تصویر ہے۔ بعض مصری علماء فوٹو کی تصویر کو مباح قرار دیتے ہیں، مگر ہمارے خیال میں یہ قول مرجوح اور بے دلیل ہے۔ البتہ لازمی سفر کے لئے یا پاسپورٹ کے واسطے فوٹو کو مباح قرار دیا جاسکتا ہے۔ (۳۹)

سعودی عرب کے ممتاز عالم دین شیخ ابن جبرین کے مطابق...... "تصویر، زندہ اور متحرک بالارادہ حیوان کی شکل اور صورت بنانے کو کہتے ہیں۔ جیسے انسان، جانور پرندہ اور ان کی طرح کے دوسرے جاندار۔ تصویر کا حکم یہ ہے کہ شرعاً حرام ہے۔ البتہ اس دور میں کرنسی نوٹ، جن پر حکمرانوں کی تصویریں ہوتی ہیں یا پاسپورٹ اور شناختی کارڈوں کی تصویریں حاجت اور ضرورت کی وجہ سے خدمت کے حکم سے مستثنیٰ کی جاسکتی ہیں" (۴۰)

ایک اور عرب عالم دین محمد علی صابونی کی رائے میں تصویر کی حیثیت یہ ہے کہ ...... "میں تو کہتا ہوں کہ فوٹو گرافی کے ذریعے بنائی گئی تصویر، تصاویر کے انواع سے ایک نوع ہے اور آلے کے ذریعے لی گئی تصویر کو بھی تصویر ہی کہتے ہیں، اور جو شخص یہ کسب کرتا ہے، اسے لغت اور عرف دونوں میں مصور کہا جاتا ہے۔ اس لئے یہ کہنا مناسب نہیں ہے کہ فوٹو گرافی کی تصویر مباح ہے، کیونکہ یہ تصویر نہیں ہے۔ بلکہ سایہ اور ظل کو مقید کرنا ہے۔ البتہ اس کی اباحت کو ضرورت کی حد تک تسلیم کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً شناختی کارڈ اور ہر اس مصلحت دنیوی کے لیے جس کے لوگ محتاج ہیں" (۴۱)

مفتی اعظم سعودی عرب شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن بازؒ کی رائے میں۔ "متحرک بالارادہ اشیاء زندگی مثلاً انسان، جانور اور پرندہ وغیرہ کی صورت گری کا نام تصویر ہے، اور تصویر کا حکم یہ ہے کہ وہ شرعاً حرام ہیں۔ البتہ اس حکم سے موجودہ زمانے میں ایسے کرنسی نوٹ مستثنیٰ ہیں، جن پر حکمرانوں کی تصاویر ہوتی ہیں۔ اس طرح پاسپورٹ اور شناختی کارڈ بھی مستثنیٰ ہوں گے کیونکہ ضرورت کے تحت انہیں اپنے پاس رکھنا ضروری ہے" (۴۲)

تصویر کے جواز اور عدم جواز کے حوالے سے مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی نے "رسائل

ومسائل‘‘ میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھا ’’فوٹو کے متعلق اصولی بات یہ سمجھ لینی چاہئے کہ اسلام جاندار چیزوں کی مستقل شبیہ محفوظ کرنے کو بالعموم روکنا چاہتا ہے، کیونکہ انسانی تاریخ کا طویل تجربہ ثابت کرتا ہے کہ یہ چیز اکثر فتنہ کی موجب بنی ہے۔ فوٹوگرافی اور مصوری میں کوئی فرق نہیں کیا جاسکتا، اور ممانعت چونکہ جاندار اشیاء کی تصویروں کی ہے۔ اس لئے تمام تصویریں حرام رہیں گی، خواہ وہ فحش ہوں یا غیر فحش۔ البتہ فحش تصویریں ایک درجہ حرمت کی اور بڑھ جاتی ہیں۔ اس عام حکم کے اندر اگر استثناء ہے تو وہ صرف یہ ہے کہ جہاں تصویر لینے کا کوئی حقیقی تمدنی فائدہ ہو، یا جب کہ تصویر کسی بڑی تمدنی مصلحت کے لئے ناگزیز ہو تو صرف اس غرض کو پورا کرنے کی حد تک یہ فعل جائز ہو گا۔ مثلاً پاسپورٹ، پولیس کا مجرموں کی شناخت کے لئے تصویریں محفوظ کرنا، ڈاکٹروں کا علاج کے لیے یا فن طب کی تعلیم کے لیے، مریضوں کی تصویریں لینا اور جنگی اغراض کے لیے فوٹوگرافی کا استعمال جائز ہو گا‘‘۔(۴۳)

امتحانی ضرورت کے لیے فوٹو کے استعمال کے حوالے سے مولانا ابوالاعلیٰ مودودی سے استفسار کیا گیا کہ پرائیویٹ طالب علم کے لیے امتحان کے لیے درخواست کے ہمراہ فوٹو ارسال کرنا لازمی ہے پھر کیا اس صورت میں فوٹو کھنچوانا جائز ہے؟ مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب، سابق صدر جمعیت علمائے ہند نے اس صورت کو جائز قرار دیا ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ فعل جائز کیوں کر ہو سکتا ہے؟ اس کے جواب میں مولانا مودودیؒ نے لکھا۔ ’’اس معاملے میں مجھے مولانا کفایت اللہ صاحب کے فتوے سے اتفاق ہے۔ فوٹو کھنچوانا اگرچہ ناجائز ہے۔ لیکن جہاں حقیقی تمدنی نقصان سے بچنے یا کسی حقیقی تمدنی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے فوٹو کا استعمال ناگزیر ہو، وہاں صرف اس ضرورت کی حد تک استعمال کرنا جائز ہے۔ اسی طرح میرے نزدیک پاسپورٹ، تفتیش جرائم، طبی تحقیقات و ضروریات، جہاد اور ناگزیر تعلیمی اغراض کے لیے بھی فن تصویر کا استعمال درست ہے۔ اصول فقہ کا متفق علیہ مسئلہ ہے کہ انسان کی حقیقی ضروریات کے لیے وہ چیزیں جائز ہو جاتی ہیں جو بجائے خود ناجائز ہیں۔ (۴۴)

جدید فقہی مسائل کے حوالے سے مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کی رائے یہ ہے کہ ...... ’’فلم اول تو یوں بھی حرام ہے اس لیے کہ اکثر ذی روح کی تصویریں ہوا کرتی ہیں، اور تصویر چاہے مجسموں کی صورت میں ہو یا کاغذی اور عکسی ہو، ناجائز ہے۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ فلم فی نفسہ مباح ہے۔ اس لئے کہ وہ تصویر

نہیں ہے جس میں جماؤ ہوبلکہ محض آتا جاتا ہوا عکس ہے۔ میرے خیال میں یہ استدلال صحیح نہیں ہے۔ پردہ پر آنے والی تصویر عکس ہے۔ لیکن اس کا نیگیٹو تصویر ہے اس لیے کہ وہ اس بات کا ذریعہ بنتا ہے کہ اس کو کاغذ پر ایک جمی ہوئی تصویر کی شکل میں لے آیا جائے اور ذریعہ کا حکم وہی ہوتا ہے، جو اس سے حاصل ہونے والے مقصود کا۔ فقہ میں اس کی نظیریں بکثرت موجود ہیں۔

ہاں اگر ذی روح کی تصویر کے بغیر کوئی تعلیمی تربیتی فلم نہیں بن سکتی ہو یا دفاعی مقاصد کے لئے کوئی فلم لینی پڑے تو اجازت ہوگی۔ ٹیلیویژن پر ذی روح کی تصویر اگر نیگیٹو لینے کے بعد، اس کے ذریعے دکھائی جائیں، تب تو اس کا حکم تصویر کا ہے اور اگر براہ راست اس طرح ٹیلی کاسٹ کیا جائے کہ فلم بنائی ہی نہ جائے تو یہ عکس ہے اور اس وقت درست ہے جب کسی خاتون کو سامنے نہ لایا جائے اور نہ غیر اخلاقی مقاصد کے لئے استعمال کیا جائے''۔(۴۵)

مولانا منہاج الدین مینائی نے تصویر کے عدم جواز اور جواز پر اپنا موقف پیش کرتے ہوئے لکھا ہے۔ ''جان دار، ذی عقل یا غیر ذی عقل چیزوں کی تصویریں شرعی نقطہ نظر سے حرام ہیں۔ البتہ اگر ان تصویروں کا مقصد علم سیکھنا یا سکھانا ہو تو مباح ہے۔ اگر فرش پر، بستر پر، تکیوں پر تصویر بنی ہو تو بھی جائز ہے۔'' (۴۶)

پاکستان کی وفاقی شرعی عدالت نے تصویر کے استعمال کو جائز قرار دیا تو اس کے خلاف سپریم کورٹ کے شریعت بنچ میں شناختی کارڈ پر تصویر چسپاں کرنے کو لازمی قرار دینے کے قانون کو چیلنج کیا گیا۔ اس مقدمے میں مولانا محمد تقی عثمانی، جو شریعت بنچ کے رکن تھے، انہوں نے مقدمے کا تفصیلی فیصلہ تحریر کیا۔ جسے بعد میں افادۂ عام کے لیے ماہنامہ ''البلاغ'' کراچی میں چار اقساط میں شائع کیا گیا۔ یہاں انتہائی اختصار کے ساتھ فیصلے کی تلخیص پیش کی جارہی ہے۔

''شریعت بنچ نے تصویر کے حوالے سے قرآن وحدیث میں موجود تمام تر تفصیلات کا بغور جائزہ لیا۔ ائمہ اربعہ اور فقہا کرام کے موقف کا جائزہ لیا، اور یہ نتیجہ اخذ کیا کہ یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ جو تصویریں مجسمے کی شکل میں نہ ہوں، بلکہ کپڑے یا کاغذ پر اس طرح بنی ہوئی ہوں کہ ان کا سایہ نہ پڑتا ہو، ان کے بارے میں بھی فقہائے امت کی بھاری اکثریت کا مسلک یہی ہے کہ وہ ناجائز ہیں۔ البتہ یہ درست ہے کہ ضرورت کے حالات ہر مسئلے میں مستثنیٰ ہوا کرتے ہیں۔ لہذا ہمیں اس سوال کا جائزہ لینا ہے کہ کیا تصویر کشی اور تصویر کا استعمال کسی ضرورت کی بنا پر جائز ہے یا نہیں؟ اس

سوال کے جواب میں جب ہم اسلامی احکام کو دیکھتے ہیں، تو معلوم ہوتا ہے کہ شریعت نے دوسرے مسائل کی طرح، تصویر کے مسئلے میں بھی واقعی "ضرورت اور حاجت" کا پورا لحاظ رکھا ہے۔

امام محمد بن الحسنؒ اپنی کتاب "السیر الکبیر" میں لکھتے ہیں۔ "اگر کسی شخص کو ایسے ہتھیار استعمال کرنے کی ضرورت پیش آجائے، جس میں تصویر ہو، تو اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔" شمس الائمہ سرخسی، اس کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "اس لیے کہ ضرورت کے مواقع، حرمت سے مستثنیٰ ہیں جیسے کہ مردار کا کھانا ضرورت کے وقت جائز ہوتا ہے۔"

گذشتہ ادوار میں بھی غیر مسلم اقوام، چاندی اور سونے کے سکوں پر تصاویر بنایا کرتی تھیں، اور یہ سکے مسلمان ممالک میں ملتے تھے۔ اس کے بارے میں شمس الائمہ سرخسی لکھتے ہیں۔ "مسلمان، اہل عجم (غیر مسلموں) کے دراہم سے خرید و فروخت کرتے تھے۔ حالانکہ ان میں بادشاہوں کی تصویریں ہوتی ہیں، اور کوئی شخص ان دراہم سے لین دین کو منع نہیں کرتا۔

تصویر والے سکوں کو لے کر نماز پڑھنا بھی جائز ہے۔ اس سلسلہ میں شمس الائمہ سرخسی لکھتے ہیں۔۔ "اس میں حرج نہیں ہے کہ انسان، نماز کی حالت میں اہل عجم (غیر مسلموں) کے دراہم اٹھائے ہوئے ہو۔ اگرچہ ان دراہم پر بادشاہ کی تصویر ہوتی ہے، جو اپنے تخت پر بیٹھا ہوتا ہے، اور اس کے سر پر تاج ہوتا ہے۔

مذکورہ بلا بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ احادیث نبویؐ کی رو سے تصویر بنانا اور رکھنا دونوں ناجائز ہیں۔ البتہ جہاں شناخت کے مقصد کے لیے واقعی ضرورت ہو، وہاں ضرورت کی حد تک تصویر بنانے اور اس کے استعمال کی اجازت ہے۔ (۴۷)

علما و فقہا کی جواز کے حوالے سے آراء

= مصر کے عالم دین ابو ابراہیم نے اپنی کتاب "جمع الدرر احکام الصور" میں، تصویر کے جواز کے حوالے سے مختلف علماء کی آراء درج کی ہیں:

= شیخ محمد بن صالح کے مطابق۔ "فوٹوگرافی میں کوئی حرج نہیں، یہ تصویر کے حکم میں نہیں آتی۔"

= شیخ سید سابق کی رائے میں "کیمرے کی تصویر کو ہاتھ کی بنائی ہوئی تصویر کے مشابہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔"

= "ابو الوفاء درویش کے مطابق "فوٹوگرافی کی تصاویر، انسان کے عمل کا نتیجہ نہیں ہے۔ اس

لیے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔"

= شیخ محمد علی صابونی لکھتے ہیں۔ "فوٹو گرافی بھی تصویر کی قسم ہے، اور فوٹو گرافر کو مصور کہا جاتا ہے۔ لیکن ہاتھ کی بنائی ہوئی تصویر نہیں ہے، اور اس میں اللہ کی مخلوق کی کوئی نقل نہیں ہے۔" (۴۸)

عالم اسلام کے مصروف سکالر ڈاکٹر یوسف القرضاوی سے پوچھا گیا کہ کیمرے کی تصویر کے متعلق ان کی رائے کیا ہے؟ اس کے جواب میں علامہ یوسف القرضاوی نے لکھا: "کیمرے سے تصویر لینے کے سلسلے میں مصر کے مفتی علامہ الشیخ محمد نجیت المطیعی نے فتویٰ دیا ہے کہ یہ جائز ہے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے ایک کتابچہ بعنوان: الجواب الکافی فی اباحته التصویر" بھی تصنیف کیا ہے۔ جس میں انہوں نے مدلل طریقے سے واضح کیا ہے کہ کیمرے سے تصویر لینا جائز اور مباح ہے۔ کیونکہ در حقیقت کسی کی تصویر لینا تخلیق نہیں ہوتا۔ جس سے حدیث میں منع کیا گیا ہے۔ بلکہ یہ تو انسان کے عکس کو کاغذ کے ٹکڑے میں محفوظ کرنے کا عمل ہے۔ اس لیے عربی زبان میں اسے "عکس" بھی کہتے ہیں، اور تصویر لینے والے کو "عکاس" کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ انسان یا کسی بھی شئے کے عکس کو محفوظ کرتا ہے۔ ویسے ہی جیسے یہ کام آئینہ انجام دیتا ہے۔ یہ وہ کام نہیں جیسا کہ فنکار پتھروں کو تراش کر مجسمے بناتے ہیں، اور اللہ کی تخلیق سے مشابہت اختیار کرتے ہیں۔ شیخ محمد نجیت کے فتوے سے متعدد علماء کرام متفق ہیں اور میرا رحجان بھی اس فتوے کی طرف ہے۔ (۴۹)

سعودی عرب کے معروف انگریزی اخبار "عرب نیوز" جدہ کے میگزین سیکشن میں "OUR DIALOGUE" کے عنوان سے دینی سوال و جواب کا مستقل سلسلہ ہے، یہ سوال و جواب کراچی سے شائع ہونے والے اردو زبان کے بین الاقوامی پرچے "رابطہ" میں بھی شائع ہوتے ہیں۔ ان سوال و جوابات کے سلسلہ کو "اسلامی طرز فکر" کے عنوان سے دو جلدوں میں شائع کیا گیا ہے۔ اسلامی طرز فکر جلد دوم میں ویڈیو کیمرے سے تصویر کشی کے سلسلہ میں عادل صلاحی صاحب سے سوال پوچھا گیا۔ اس سوال کے جواب میں "OUR DIALOGUE" کے مدیر عادل صلاحی نے لکھا۔ "فوٹو گرافی کا شمار، ان احادیث میں نہیں ہوتا، جن کے مطابق تصویر کا بنانا یا بنوانا حرام قرار دیا گیا ہے۔ فوٹو گرافی میں کسی شئے کا سایہ یا عکس ایک خصوصی تکنیکی مدد سے حاصل کر لیا جاتا ہے۔ کیمرہ استعمال کرنے کی صورت میں جو تصویر لی جاتی ہے، وہ ایسا ہی ہے کہ جو کچھ ہم آئینے میں دیکھتے

ہیں، اسے ایک جگہ پابند کر دیا جاتا ہے۔ کوئی یہ نہیں کہتا کہ آئینے میں دیکھنا حرام ہے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی شبیہ دکھاتا ہے۔ ہم کیمرے میں لینز استعمال کرتے ہیں، تاکہ جس فرد یا شئے کی تصویر کھینچنا ہو، اسے فلم پر منتقل کیا جائے، یہ بالکل جائز ہے۔ اسی اصول کا اطلاق وڈیو کیمرے پر بھی ہوتا ہے۔ کیونکہ وڈیو کیمرہ اس سے زیادہ کچھ نہیں کرتا کہ زیادہ تعداد میں ساکت تصاویر کھینچ لیتا ہے۔ جنہیں تیزی سے ایک کے بعد ایک دکھانے پر متحرک تصاویر دکھائی دیتی ہیں۔ (۵۰)

مصر کے عالم دین، شیخ سایس نے فوٹوگرافی کے جواز میں لکھا ہے۔ "فوٹو، دراصل تصویر ہی نہیں ہے۔ بلکہ یہ تو ایک سایہ اور ظل ہے۔ جسے قائم و ثابت اور پائیدار بنا دیا گیا ہے۔ جیسے آئینہ، پانی یا کسی دوسری شفاف چیز میں انسان کا چہرہ اور جسم سامنے آجاتا ہے۔ اس طرح کیمرے کے آئینہ پر انسان کی شکل و صورت آجاتی ہے، تو جس طرح آئینہ، پانی یا کسی دوسری شفاف چیز میں اپنی یا کسی اور کی تصویر دیکھنا کسی کے نزدیک بھی منع نہیں ہے، اسی طرح کیمرے کے ذریعے لی گئی تصاویر بھی ایک ظل اور سایہ ہیں۔ ان کے بنانے اور استعمال کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ اس لیے کہ در حقیقت یہ تصویر نہیں ہے، بلکہ اصلی صورت کا اظہار ہے۔ اسے برقرار رکھنا ہے اور اسے زائل اور محو ہونے سے روکنا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ تمام اشیاء کی صورتیں فضا میں موجود ہیں، لیکن یہ سورج اور روشنی کی وجہ سے ادھر ادھر گھومتی رہی ہیں۔" (۵۱)

شیخ القرآن مولانا گوہر رحمٰن، نے اپنی کتاب "تصویر سازی اور فوٹوگرافی کی شرعی حیثیت" میں اس امر کا اظہار کیا ہے کہ "موجودہ تمدنی اور عالمی نظام میں شناخت اور پہچان کے لیے تصویر کا استعمال ایک قومی اور بین الاقوامی ضرورت بن چکا ہے۔ اس لیے کہ پوری دنیا میں پاسپورٹ، ویزے اور شناختی کارڈ میں تصویر کو لازم کر دیا گیا ہے، اور کسی بھی ملک کے لیے اس کی پابندی میں دنیا سے الگ تھلگ رہنا مشکل ہے، اور جرائم، سازشوں اور جعل سازیوں کے انسداد کے لیے بھی آج کے دور میں تصویر کی ضرورت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ حج و عمرہ کے لیے سفر تو لازمی ہے۔ لیکن تعلیم، تبلیغ، تجارت اور سیاحت کے لیے سفر بھی ایک جائز ضرورت ہے، اور آج کے عالمی نظام میں ان کاموں کے لیے پاسپورٹ، شناختی کارڈ اور ویزے کے بغیر سفر نہیں کیا جاسکتا۔ اس لیے ضرورت آسانی پیدا کرتی ہے، اور ضرورتوں کی وجہ سے ممنوع چیزیں بھی بقدر ضرورت مباح ہو جاتی ہیں۔ اس لیے شرعی و فقہی ضابطوں کی بنا پر شناختی کارڈ اور پاسپورٹ وغیرہ کے لیے فوٹو بنوانا اور استعمال کرنا جائز ہے۔ ایک دوسری ضرورت کی وجہ سے بھی تصویر کا استعمال جائز ہے، اور وہ یہ ہے کہ کرنسی نوٹ اور اس کا

استعمال، جس پر کسی کی تصویر بنی ہوئی ہو۔ ان نوٹوں اور سکوں کا اپنے پاس رکھنا ایک ضرورت ہے۔ اس لیے کہ یہ اشیائے صرف خریدنے کا ذریعہ ہیں، اور ان کے بغیر زندگی گزارنا مشکل ہے۔ ان وجوہات کی بناء پر پاسپورٹ، شناختی کارڈ، ویزے، نوٹوں اور سکوں کی تصاویر کی رخصت، ضرورت کی بنا پر دی جاسکتی ہے، اور عرب وعجم کے جمہور علماء راسخین نے ذی روح کی تصویر کو حرام سمجھنے کے باجود مذکورہ تمدنی وعالمی ضرورت کی وجہ سے جائز قرار دیا ہے۔" (۵۲)

عطاء اللہ پالوی نے اپنی کتاب قرآن اور فنون لطیفہ میں لکھا ہے۔ "مسلمانوں نے فن تصویر سازی و تصویر کشی میں جو پائیدار یادگاریں چھوڑی ہیں، ان کا ذکر مغربی مفکرین، سر تھامس آرنلڈ، جارج سارٹن، والٹر پیچ اور ایڈولف گروہیمان نے بہت فراخ دلی سے کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ شریعت اسلامیہ نام ہے احکام الٰہی کا، اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے فنون لطیفہ کو ممنوع قرار نہیں دیا، اس لیے استحکام سلطنت کے بعد ہی سے مسلمانوں نے اس فن میں علمی و عملی حیثیت سے حصہ لینا شروع کر دیا تھا، اور لوگ ہمیشہ مصوری میں حصہ لیتے چلے آئے۔ مصر میں اسلامی فنون لطیفہ کا ایک خاص عجائب خانہ قائم کیا گیا ہے، جس میں ہر دور کے مسلمان ماہرین فنون لطیفہ کی قیمتی یادگاریں موجود ہیں۔ لندن کے وکٹوریہ اینڈ البرٹ میوزیم میں مسلمانوں کے بہت سے فنی تصویری کارنامے موجود ہیں۔

بہر کیف تصویر سازی یا تصویر کشی کا تعلق فنون لطیفہ سے ہے، اور قرآن اس کے جائز ہونے کا اشارہ کرتا ہے تو یہ قطعاً جائز ہے اور مسلمانوں کا ان فنون لطیفہ میں حصہ لینا ضروری ہے۔ عربوں نے اسی لیے اس فن کا شمار ریاضی میں کیا تھا، یعنی اس طور پر انہوں نے بتایا کہ اس کا تعلق علم و ہنر سے ہے، ایمان و عقیدہ سے نہیں، اور علم و ہنر پر اسلام ہر گز کوئی پابندی عائد نہیں کرتا۔ ہر وہ علم و ہنر جو قرآن کے خلاف نہیں "طیب" ہے۔ البتہ جس علم و ہنر کو اسلام کے نصب العین سے ہٹ کر اپنایا جائے "خبیث ہے۔" (۵۳)

مولانا جعفر شاہ پھلواروی نے بڑے واضح انداز میں فوٹو گرافی کو ہر لحاظ سے جائز و مباح قرار دیتے ہوئے لکھا ہے۔ "عام طور پر یہی سمجھا جاتا ہے کہ تصویریں بنانا یا رکھنا ناجائز ہے۔ بعض لوگ اسے عدم جواز کے آخری درجے یعنی حرام تک لے جاتے ہیں۔ یہ مسئلہ، جب کہ موجود دور میں تصویر کشی نے فوٹو گرافی کی ایک نئی شکل اختیار کر لی ہے، یقیناً قابل غور ہے۔ لطف یہ ہے کہ بڑے بڑے علماء و مشائخ حضرات، فوٹو گرافی کو ناجائز بھی کہتے ہیں اور جب موقع ملتا ہے تو فوٹو بڑے شوق

سے کھنچوا بھی لیتے ہیں۔ اس لیے دل میں خلجان پیدا ہوتا ہے کہ جو رہبران قوم، زبان سے تصاویر کو ناجائز کہتے ہیں، ان کا عمل اس کے خلاف جان بوجھ کر کیوں ہوا؟

بظاہر تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حضرات معصوم نہیں۔ ان سے جہاں بہت سی لغزشیں ہوئیں، وہاں اسے بھی ایک لغزش تصور کرنا چاہیے لیکن مسئلہ یہ نہیں ہے۔ ذرا ڈوب کر نفسیاتی جائزہ لیجئے تو اس کا سبب کچھ اور نظر آئے گا۔ سیدھی سی بات ہے کہ تصویر جاندار کی ہو یا بے جان، فوٹو ہو، سب کا اصالتاً بلا کراہت جائز ہے۔ بشرطیکہ وہ محلِ تعظیم میں نہ ہو، تصویر کبھی بھی اصالتاً ناجائز نہیں رہی ہے۔ (۵۴)

مندرجہ بالا بحث کے بعد ہماری رائے یہ ہے کہ تصویر، موجودہ ذرائع ابلاغ کا جزو لاینفک ہے ۔اس لیے اس کی اہمیت وافادت سے انکار کسی صورت میں ممکن نہیں۔ تصویر سازی یا فوٹو گرافی ایک علم اور فن ہے۔ دنیا کے دوسرے علوم و فنون کی طرح اسلام نے علم حاصل کرنے پر زور دیا ہے۔ مسلمان ہونے کے ناطے سے جو کچھ پیش نظر رہنا چاہئے، وہ صرف یہ ہے کہ علم راہ حق سے گمراہ نہ کرے۔ کیمیا اور طبیعات کے علوم کی اہمیت مسلمہ ہے، انہی کا سہارا لے کر انسانیت کی تباہی کے لیے بارود بنا، پھر ایٹم دریافت کر کے ایٹم بم بنایا گیا۔ ہیروشیما اور ناگاساکی تباہ کیے گئے۔ لیکن اس کے باوجود علم طبیعات و کیمیا کے ذریعے انسانیت کی فلاح وبہبود کے لیے بھی بے شمار کارنامے سرانجام دیئے گئے ہیں۔ گنے انگور اور جو کو لیجئے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں، جن سے ہر شخص فائدہ اٹھاتا ہے۔ گنے، انگور اور جو سے شرب بنتی ہے، جو قرآن و حدیث کی صریح نص سے حرام ہے۔ پھر کیا اسی بنیاد پر گنے، انگور اور جو کو بھی حرام کر دیا جائے کہ ان کے ذریعے سے بننے والی اشیاء کے حرام ہونے اور فساد فی الارض میں کوئی شک نہیں ہے۔ خود علم کا حصول ہدایت کا سبب بھی بنتا ہے اور گمراہی کا بھی۔ ہماری روزہ مرہ کی زندگی میں اس کی مثالیں موجود ہیں، کیا اس بناء پر حصول علم سے توبہ کر لی جائے؟

اس کے بعد آیئے جائزہ لیں کہ فوٹو گرافی میں بنی نوع انسان کے لیے فوائد کا دائرہ کہاں تک وسیع ہے۔ موجودہ دور کے تعلیمی، تربیتی، دفاعی اور معاشرتی تقاضوں کو سامنے رکھا جائے تو بات بہت واضح ہو جاتی ہے۔ تعلیم کے میدان میں سمعی وبصری آلات نے نئی انقلابی تبدیلیوں کو متعارف کروایا ہے۔ ان سے آنکھیں بند کر کے پرانی ڈگر پر تعلیم جاری رکھنے پر اصرار اور اس کے ساتھ قوموں کی برادری میں سربلندی کی آرزو دو متضاد چیزیں ہیں۔ ٹی وی، وی سی آر، فلم اور انٹرنیٹ تعلیم کا بہترین ذریعہ بن سکتے ہیں۔ فی نفسہ ان چیزوں میں کوئی قباحت نہیں، یہ تو ہماری بد قسمتی ہے کہ ہمارے ہاں ان

کا غلط استعمال ہو رہا ہے۔ حالانکہ اغیار ، انہی موئثر ترین ذرائع ابلاغ کو ہمارے اور ہمارے دین کے خلاف موثر ہتھیار کے طور پر استعمال کر رہے ہیں۔ تعلیم میں طبی فنی اور ہر قسم کی تعلیم شامل ہے، اس میں فوٹوگرافی موثر کردار ادا کرتی ہے۔ مثلاً میڈیکل کالج کے طلبہ و طالبات کی تعلیم کے لیے بعض ایسی چیزیں پڑھنی ناگزیر ہیں، جن کا عام زندگی میں ذکر کرنا بھی شرمناک اور معیوب سمجھا جاتا ہے۔ زنانہ و مردانہ امراض کی تشریح کے لیے مریض کو کلاس کے سامنے پیش کرنے سے نہ صرف اس مریض کی عزت نفس مجروح ہو گی، بلکہ اس سے بے حیائی بھی راہ پائے گی اس کے مقابلے میں سارا عمل کتب طب میں تصاویر کی صورت میں آجائے تو طلبہ و طالبات اور اساتذہ کو بات سمجھنے اور سمجھانے میں آسانی ہو جاتی ہے۔ موجودہ دور کے دفاعی امور میں بھی فوٹوگرافی نہایت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ تربیت کے مراحل سے لے کر منصوبہ بندی اور ہنگامی صورت حال میں اس سے موثر کام لیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ زمانہ تیر تلوار اور بندوق سے بہت آگے میزائل اور ایٹمی اسلحے تک پہنچ چکا ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ملی و قومی اور انسانی ضرورتوں کو مد نظر رکھ کر جدید ذرائع ابلاغ سے اسلام کی حدود و قیود میں رہتے ہوئے بھرپور استفادہ کیا جائے۔ یہ دور حاضر کا چیلنج ہے، جسے امت مسلمہ کو آگے بڑھ کر قبول کرنا چاہیے۔

☆......☆......☆

حوالہ جات

۱۔ علمی اردو لغت (جامع)۔ وارث سرہندی، صفحہ: ۴۵۳، ناشر: علمی کتاب خانہ، اردو بازار، لاہور

۲۔ المنجد، لغت العربی، صفحہ: ۴۴۰، ناشر: دار المشرق، بیروت، سنِ اشاعت: ۱۹۶۰ء

۳۔ تصویر کی شرعی حیثیت۔ عبد الرشید ارشد۔ ہفت روزہ ایشیا لاہور، صفحہ: ۳۳، ۱۸ نومبر ۱۹۹۰ء

۴۔ تفسیر تفہیم القرآن، جلد چہارم، صفحہ: ۱۸۰، ناشر: ادارہ ترجمان القرآن۔ لاہور

۵۔ تصویر کی شرعی حیثیت، عبد الرشید ارشد، ہفت روزہ ایشیا لاہور، صفحہ: ۳۳، ۱۸ نومبر ۱۹۹۰ء

۶۔ قرآن مجید، سورۃ سبا، آیت نمبر ۱۳

۷۔ تفہیم القرآن، جلد چہارم، صفحہ: ۱۸۰، ناشر: ادارہ ترجمان القرآن، لاہور

۸۔ تدبر قرآن، جلد ششم، صفحہ: ۳۰۳، ۳۰۴، ناشر: فاران فاؤنڈیشن، فیروز پور روڈ، لاہور

۹۔ اللولوو المرجان، محمد فواد عبد الباقی، کتاب اللباس، صفحہ: ۱۲۹، جلد ۲، اسلامک بک پبلشرز، کویت

۱۰۔ صحیح بخاری، کتاب اللباس، صفحہ: ۳۴۹، جلد: ۳، ناشر: مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور

۱۱۔ اللولوو المرجان، محمد فواد عبد الباقی، کتاب اللباس، صفحہ: ۱۲۹، جلد: ۲، ناشر: اسلامک بک پبلشرز، کویت

۱۲۔ صحیح بخاری، کتاب اللباس، صفحہ: ۳۴۶، جلد: ۳، ناشر: مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور

۱۳۔ ایضاً " "

۱۴۔ ایضاً، صفحہ: ۳۴۷

۱۵۔ ایضاً " "

۱۶۔ اللولوو المرجان، محمد فواد عبد الباقی، کتاب اللباس، صفحہ: ۱۲۷، جلد: ۲، ناشر: اسلامک بک پبلشرز، کویت

۱۷۔ صحیح بخاری، باب کتاب اللباس، صفحہ: ۳۴۸، جلد: ۳، ناشر: مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور

۱۸۔ اللولوو المرجان، محمد فواد عبد الباقی، کتاب اللباس، صفحہ: ۱۲۸، جلد: ۲، ناشر: اسلامک بک پبلشرز، کویت

۱۹۔ صحیح بخاری، باب کتاب اللباس، صفحہ: ۳۴۸، جلد: ۳، ناشر: مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور

۲۰۔ اللولوو المرجان، محمد فواد عبد الباقی، کتاب اللباس، صفحہ: ۱۲۹، جلد: ۲، ناشر: اسلامک بک پبلشرز، کویت

۲۱۔ صحیح بخاری، باب کتاب اللباس، صفحہ: ۳۴۹، جلد: ۳، ناشر: مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور

۲۲۔ فتح الباری، باب کتاب اللباس، باب عذاب المصورین، صفحہ: ۵۰۷، جلد: ۱۲

۲۳۔ اللولوو المرجان، محمد فواد عبد الباقی، کتاب اللباس، صفحہ: ۱۲۹، جلد: ۲، ناشر: اسلامک بک پبلشرز، کویت

۲۴۔ شرح صحیح مسلم، قدیمی کتب خانہ، آرام باغ، کراچی، ۱۹۵۶ء

۲۵۔ عمدۃ القاری، علامہ بدرالدین عینی، کتاب اللباس، باب عذاب المصورین، صفحہ: ۸۰، جلد: ۲۳

۲۶۔ الانصاف للمرداوی، علامہ مرداوی، صفحہ: ۴۷۴، جلد: ۱، دار المشرق بیروت

۲۷۔ احکام القرآن، چوہدری نذر محمد، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ۱۹۸۳ء

۲۸۔ مصباح الفقاہۃ، سید ابو القاسم الموسوی، جلد اول، صفحہ: ۲۸۵، ناشر: دار الہادی، بیروت

۲۹۔ تصویر کے شرعی احکام، مولانا مفتی محمد شفیع۔ صفحہ: ۹۵، ناشر: ادارۃ المعارف کراچی

۳۰۔ ایضاً، صفحہ: ۹

۳۱۔ مقدمہ تذکرہ از فضل الدین احمد، صفحہ: ۲۳، ۲۴، ناشر: مکتبہ روایت لاہور

۳۲۔ تزکرہ سلیمان، از ڈاکٹر غلام محمد، صفحہ: ۱۴۷

۳۳۔ تصویر کے شرعی احکام، مولانا مفتی محمد شفیع، صفحہ: ۴۷، ۴۸، ناشر: ادارۃ المعارف، کراچی

۳۴۔ تفہیم القرآن، جلد چہارم، تشریح سورہ سبا، صفحہ: ۱۸۷، ۱۸۸، ناشر: ادارہ ترجمان القرآن، لاہور

۳۵۔ فتاویٰ (حصہ اول)، از: شیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز، صفحہ: ۳۱، ناشر: مکتبہ دار السلام، ریاض

۳۶۔ اسلامی فقہ۔ مولانا مجیب اللہ ندوی، جلد دوم، صفحہ: ۳۸۰، ناشر: پروگریسو بکس، اردو بازار، لاہور

۳۷۔ تصویر سازی اور فوٹو گرافی کی شرعی حیثیت، مولانا گوہر رحمٰن، صفحہ: ۴۱، ناشر: مکتبہ تفہیم القرآن، مردان

۳۸۔ کیمرہ کی تصویر کا حکم، ماہنامہ بینات، کراچی، مولانا محمد یوسف لدھیانوی، صفحہ ۲۳ تا ۲۵، شمارہ: جون ۱۹۸۸ء

۳۹۔ کفایت المفتی، مفتی کفایت اللہ، صفحہ: ۲۴۱، جلد: ۹، ناشر: مکتبہ امدادیہ، ملتان

۴۰۔ فتاوی المراۃ دار الوطن، شیخ ابن جبرین، صفحہ: ۱۷، طبع اول: ۱۴۱۴ھ

۴۱۔ تفسیر آیات الاحکام، شیخ محمد علی صابونی، صفحہ: ۴۱۶، جلد: ۲

۴۲۔ فتاویٰ برائے خواتین، شیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز، صفحہ: ۵۲، ناشر: دار السلام پبلشرز، لوئر مال، لاہور

۴۳۔ رسائل و مسائل، سید ابو الاعلیٰ مودودی، حصہ اول، صفحہ: ۱۵۴، ناشر: اسلامک پبلکیشنز، لاہور

۴۴۔ رسائل و مسائل، ماہنامہ ترجمان القرآن، سید ابو الاعلیٰ مودودی، شمارہ: جولائی/اگست ۱۹۴۳ء

۴۵۔ جدید فقہی مسائل، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، صفحہ ۱۸۸، دار السلام سبیل السلام، حیدر آباد، دکن، انڈیا

۴۶۔ اسلامی فقہ۔ مولانا منہاج الدین مینائی، تصویر کے احکام، صفحہ: ۳۳۳، ناشر: اسلامک پبلیکشنز، لاہور

۴۷۔ تصویر کی شرعی حیثیت اور شناختی کارڈ پر تصویر کا شرعی حکم، ماہنامہ البلاغ، کراچی، شمارے: جون تا ستمبر ۱۹۸۷ء (۴ اقساط)

۴۸۔ جمع الدرر احکام الصور، ابو ابراہیم احمد بن نصر اللہ المصری، صفحہ: ۵۹، ۶۰، ناشر: اکادمیہ الاسلامیہ، پشاور

۴۹۔ فتاویٰ یوسف القرضاوی، مترجم: سید زاہد اصغر فلاحی، صفحہ: ۳۳۲، ناشر: مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دہلی

۵۰۔ اسلامی طرز فکر (جلد دوم) تحریر: عادل صلاحی، ترجمہ: کلیم چغتائی، صفحہ: ۴۳۸، ناشر: اپکار پی کے، کراچی

۵۱۔ تفسیر آیات الاحکام، شیخ سائیس، صفحہ: ۶۱، جلد: ۴، (حوالہ: تصویر کی شرعی حیثیت، گوہر رحمٰن)

۵۲۔ تصویر سازی اور فوٹو گرافی کی شرعی حیثیت۔ مولانا گوہر رحمٰن، صفحہ: ۵۷، ۵۸، ناشر: مکتبہ تفہیم القرآن، مردان

۵۳۔ قرآن اور فنون لطیفہ۔ عطاء اللہ پالوی، صفحہ: ، ناشر:

۵۴۔ اسلام اور مصوری۔ مولانا جعفر شاہ پھلواردی، صفحہ: ۲۸۷، ناشر: ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور